پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

موجودہ دور اور احرار کا منشور

احرار اپنے یوم تاسیس سے لے کر آج تک اس بات پر بڑی شدت کے ساتھ قائم ہیں کہ ایسے نظامِ حکومت کی تردید میں اپنی پوری طاقت صرف کر دیں گے۔ جس میں نہ تو غریب لوگوں کے مفادات کا تحفظ ہے اور نہ ہی اللہ کی حاکمیت کا کوئی تصور ابھرتا ہے۔ اردگرد دیکھا جائے تو احرار، مسلم لیگ نزاع کا اصل سبب بھی احرار کا یہی سچا اور کھرا مؤقف ہے جسے مسلم لیگ کا سرمایہ پرست مزاج قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ کیونکہ سرمایہ پرستوں کے وارے نیارے اسی نظامِ جمہوریت کی وجہ سے ہیں۔ جبکہ احرار اس بات پر سختی سے قائم ہیں کہ اسلام میں حاکمیت اور سرمایہ اللہ کی امانت ہے۔ وسائلِ دولت پر کسی فردِ واحد یا کسی جماعت کو تصرف حاصل نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہی یہ حق حاصل ہے کہ وسائل دولت کو اس کی ہدایت کے مطابق صرف کیا جائے۔ اسلام نے سیاست اور معیشت کے میدان میں واضح طور پر بنیادی اصولوں کی نشان دہی کر دی ہے جن کے تحت سیاست میں حقیقی حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اسی طرح وسائل معیشت بھی اللہ تعالیٰ کے ہی مِلک ہیں۔ انسان صرف امین ہیں۔ علامہ اقبالؒ اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون　　کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سیماب
کون دریا کھینچ کر پچھّم سے بادِ ساز گار　　خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے نورِ آفتاب
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب　　موسموں کو کس نے سکھائی ہے خوئے انقلاب
وہ خدایا، یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں　　تیرے ابا کی نہیں، تیری نہیں میری نہیں

ایک دوسری جگہ اس طرح ارشاد ہوتا ہے:

رزق خود را از زمیں بُردن روا است　　ایں متاعِ بندہ و مِلکِ خدا است
بندۂ مومن امیں، حق مالک است　　غیرِ حق ہر شئے کہ بنی ہالک است
باطنِ الارض للہ ظاہر است　　ہر کہ ایں ظاہر نہ بیند کافر است

دین اسلام محض معاشرتی زندگی یا انسان کی سیاسی زندگی کی رہنمائی کا فریضہ انجام نہیں دیتا بلکہ اقتصادی زندگی میں بھی ایسے بنیادی اصول ہمارے سامنے پیش کرتا ہے جن پر عمل پیرا ہو کر ہم نہ صرف اپنے اقتصادی حالات کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ اپنی معاشرتی اور سیاسی زندگی کو بھی سنوار سکتے ہیں۔ اقتصادیات کتاب زندگی کا اہم ترین باب ہے۔ جو زندگی کے

ہر پہلو کو متأثر کرتا ہے حتیٰ کہ ہماری اخلاقی زندگی پر بھی اس کا شدید اثر ہوتا ہے۔اس لیے اقتصادیات کو نظر انداز کر کے زندگی کے کسی شعبے میں بھی اطمینان حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

پاکستان کا معرضِ وجود میں آنا مسلمانوں کی ایک عظیم اقتصادی ترقی اور معاشی خوشحالی بھی ہے کیونکہ پاک و ہند کے مسلمان، ہندو جاگیردار اور ہندو بنیے کی گرفت میں معاشی طور پر جکڑے ہوئے تھے۔احرار نے اسی گرفت کو ڈھیلا کرنے کے لیے ریاست کپورتھلہ میں تحریک شروع کی تھی۔ جسے ہندو اور مسلمان سرمایہ پرستوں کے عدم تعاون نے محض مسلمان زمینداروں کی تحریک بنا کے رکھ دیا تھا۔اسی معاشی بدحالی سے نجات حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں نے تحریکِ پاکستان کا ساتھ دیا۔جس کے نتیجے میں ایک ایسا معاشرہ قائم ہو سکے جس کی معاشی و اقتصادی ترقی کو اسلام کے معاشی اصولوں کے مطابق ترتیب دیا جاسکے۔ چنانچہ اسلام کے معاشی اصولوں کو عملی طور پر ایک خطۂ زمین پر نافذ کر کے ''نظریہ انفرادیت'' اور ''نظریہ اشتراکیت'' کے علمبرداروں پر اسلام کے معاشی نظام کی عظمت قائم کرنا بھی پاکستان کے بنیادی مقاصد میں سے ایک ہے۔

احرار اس حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتے کہ اسلام کے سیاسی نظام کی کامیابی کا انحصار بھی اسلام کے معاشی اصولوں پر عمل کرنے پر ہی ہے۔اسلام کے معاشی اصولوں کو پس پشت ڈال کر یا انہیں فراموش کر کے اسلام کے سیاسی اصولوں کے نفاذ کی بات کرنا دراصل اسلامی نظامِ حکومت (حکومتِ الٰہیہ) کو ناکام بنانے کی ناپاک کوشش ہے۔جس کی مخالفت کرنا مجلس احرار اسلام اپنا دینی فریضہ سمجھتی ہے۔

مفکر احرار چودھری افضل حق ؒ اپنی معروف کتاب ''دین اسلام'' میں سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں

> ''اسلام دنیا میں عادلانہ اور مساویانہ نظامِ حکومت پیش کرنا چاہتا ہے۔وہ سرمائے کو سوائے بیت المال کے اشخاص کے ہاتھ میں اکٹھا نہیں دیکھنا چاہتا۔اس لیے سود کی حرمت اور جمع زر کی مذمت کرتا ہے۔قرونِ اولیٰ میں اگر کوئی مسلمان امیر نظر آتا ہے تو انگریزی زبان کے فقرے کے مطابق ایسی استثنا ہے جو عام قانون کو ہی ثابت کرتی ہے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سرمایہ داری آج کل کی سرمایہ داری کی طرح بے راہ روی سرمایہ داری نہ تھی۔کیونکہ ان کی زندگی، سرمایہ داری کے باوجود ایک عام عربی کی زندگی تھی۔انہوں نے خرچ میں کوئی امتیاز نہ رکھا تھا۔وہ اپنے مال کا اپنے آپ کو امین سمجھتے تھے۔اس لیے مجال ہے کہ کبھی اسراف کیا ہو اور دنیا کی زینت فراہم کرنے کے لیے خرچ اٹھایا ہو۔ان کا مال سوائے جماعتی اور قومی کاموں کے کہیں خرچ نہیں ہوتا تھا۔مزدور کا پہلے خون نچوڑنا اور سود لینا پھر اس کا حصہ عوام پر خرچ کر کے مخیّر کہلانا مذموم فعل ہے۔پہلے مزدوروں اور کسانوں کو بھوکا مرتے دیکھنا پھر مرنے پر کفن ڈالنا رحم دلی نہیں، اپنے

سرمائے کا بے وقت اظہار ہے۔ایسی خیرات کو بند کرنے کے لیے بیت المال کو مضبوط کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔تاکہ ملک میں مساوات قائم کرنے کی باتیں مضبوط ہوں اور حاجت مند بطور حق بیت المال سے مدد حاصل کریں۔

سونے کے گڑوے میں آبِ زم زم ڈال دیں۔اگر پینڈے میں چھید ہوگا تو پانی سارا بہہ جائے گا۔سرمایہ دارانہ نظام میں اسلام چھدا ہوا برتن ہے۔اگر سونے چاندی کے پہاڑ بھی مسلمانوں کے حوالے کر دیئے جائیں، تو بھی وہ ایک دن افلاس کی موجودہ حالت کو پہنچ جائیں گے۔کیونکہ اسلام کا سارا لٹریچر زر کے لالچ سے بے نیاز ہونے کا درس دیتا ہے اور عام مسلمانوں نے مذہب میں ان کی ہی لیڈری قبول کی ہے جن کے گھروں میں چور دن کو بھی آکر مایوس جاتے ہیں۔جن کا بادشاہوں اور امیروں کے مذہبی لٹریچر میں کہیں ذکر نہیں۔ایسی تعلیم و ماحول مسلمانوں کو بڑے بنکوں اور انشورنس کمپنیوں کو چلا کر امیر بننے پر زور دینا، عربی پڑھا کر سنسکرت کے اعلیٰ امتحان میں کامیاب بنانے کی امید لگاتا ہے۔پختہ رائے یہی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں مسلمان ہمیشہ ماہیٔ بے آب اور طائر بے ہوا رہے گا۔وہ صرف ایسے نظامِ حکومت میں آسودہ رہ سکتا ہے جو کامل اقتصادی بنیادوں پر قائم ہو۔''

مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر کا ایک ایک حرف مجلس احرار اسلام کا منشور ہے۔یہ تحریر معاشرہ کی سو فیصدی عکاسی کرتی ہے۔حالانکہ چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ قیام پاکستان سے ایک عرصہ پہلے ۸/جنوری ۱۹۴۲ء کو وفات پا گئے تھے۔اس تحریر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اہل دل اور اہل بصیرت جانتے ہیں کہ جس کا کی بنیاد اسلام نہیں ہوگی اس میں کیا کیا قباحتیں پیدا ہونگی، پھر نظام سرمایہ داری تو انسان کے تمام اوصاف چھین لیتا ہے۔روپیہ اکٹھا کرنے کی دُھن انسان کو انسان نہیں رہنے دیتی۔بلکہ حیوان بنا دیتی ہے۔بھلا ایسے افراد کی موجودگی میں معاشرے کے اندر کیا اسلامی خوبی پیدا ہوسکتی ہے جہاں حرص و ہوس کے بندے غریب و نادار لوگوں کی جائز اور ضروری خواہشات پر اپنے اقتدار کا تخت بچھائے ہوں اور اسے عوامی اور جمہوری حکومت کا نام دیتے ہوں، اس سے بڑا فریب شاید تاریخ انسانیت میں کہیں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتا اور یہ سب کچھ سرمایہ داروں کا کارنامہ ہے۔جو قیام پاکستان سے لے کر آج تک پاکستان کے اندر انجام دیا جا رہا ہے اور اس کا سارا کریڈٹ اس دور کی سب سے بڑی سرمایہ دار جماعت مسلم لیگ کو جاتا ہے۔علامہ اقبالؒ کے تصور پاکستان کا چرچا تو ہر زبان پر ہے لیکن علامہ اقبالؒ کے ان اشعار کا کیا جواب ہے جو آج بھی پاکستان کی فضا میں ایک چیلنج بن کے گونج رہے ہیں۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی ... یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے
وہ حکمت ناز تھا جس پر خردمندانِ مغرب کو ... ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغ کارزاری ہے
تدبّر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا ... جہاں میں جس تمدّن کی بِنا سرمایہ داری ہے